

لباس پہننے کے بارے میں روایات

(مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الثِّيَابِ لِلْجَمَالِ بِهَا)

حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَنِي أَنْمَارٍ قَالَ جَابِرٌ فَبَيْنَا أَنَا نَازِلٌ تَحْتَ شَجَرَةٍ إِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلُمَّ إِلَى الظِّلِّ قَالَ فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ إِلَى غَرَارَةٍ لَنَا فَالْتَمَسْتُ فِيهَا شَيْئًا فَوَجَدْتُ فِيهَا جِرْوً قَتَاءً فَكَسَرْتُهُ ثُمَّ قَرَّبْتُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ لَكُمْ هَذَا قَالَ فَقُلْتُ خَرَجْنَا بِهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنَ الْمَدِينَةِ قَالَ جَابِرٌ وَعِنْدَنَا صَاحِبٌ لَنَا نُجَهِّزُهُ يَذْهَبُ يَرْعَى قَالَ فَجَهَّزْتُهُ ثُمَّ أَذْبَرَ يَذْهَبُ فِي الظُّهْرِ وَعَلَيْهِ بُرْدَانٌ لَهُ قَدْ خَلَقَا قَالَ فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَمَالَهُ ثَوْبَانِ غَيْرُ هَذَيْنِ فَقُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ لَهُ ثَوْبَانِ فِي الْعِيَّةِ كَسَوْتُهُ إِيَّاهُمَا قَالَ فَادْعُهُ فَمَرُّهُ فَلْيَلْبَسْهُمَا قَالَ فَدَعَوْتُهُ

فَلَيْسَ لَهُمَا نَمٌّ وَلَّى يَذْهَبُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَهُ ضَرَبَ اللَّهُ عُنُقَهُ الْكَيْسَ هَذَا خَيْرًا لَهُ قَالَ فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ فَقَتَلَ الرَّجُلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

جابر بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بنی انمار میں نکلے۔ جابر کہتے ہیں کہ میں ایک درخت کے نیچے ٹھہرا ہوا تھا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے کہا: حضور، سائے میں آجائیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہیں اترے۔ میں نے اٹھ کر اپنے توشہ دان کا جائزہ لیا تو اس میں ایک چھوٹی سی کٹڑی مل گئی۔ میں نے اس کو توڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے پوچھا: بھئی تمہیں یہ کہاں سے مل گئی؟ میں نے کہا: یا رسول اللہ ہم یہ مدینہ سے لائے ہیں۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک ہمارا آدمی تھا جس کو ہم سوار یوں کو چرانے کے لیے بھیجا کرتے تھے۔ میں نے اس کو تیار کیا۔ وہ سواری کے جانور لے کر جانے لگا تو وہ اپنے اوپر دو چادریں لیے ہوئے تھا جو پرانی ہو چکی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا اس کے پاس ان دو کپڑوں کے علاوہ دو چادریں نہیں؟ میں نے کہا: یا رسول اللہ، کٹھڑی میں اس کے دو کپڑے اور ہیں جو میں نے اسے پہننے کے لیے دے رکھے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اس کو بلاؤ اور کہو کہ وہ دوسرے کپڑے پہنے۔ میں نے بلایا تو اس نے وہ کپڑے پہن لیے۔ پھر وہ جانے کے لیے مڑا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اس کی گردن مارے۔ کیا یہ حالت پہلی سے بہتر نہیں؟ اس شخص نے یہ بات سن لی اور کہا: یا رسول اللہ، اللہ میری گردن اپنے راستے میں مارے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اللہ کی راہ میں ہو۔ بعد میں وہ شخص اللہ کی راہ میں شہید ہوا۔

وضاحت

مزدور دو بوسیدہ چادریں باندھے ہوئے تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ اس کے پاس اچھے کپڑے بھی

ہیں تو اس کو بلوایا اور دوسرے کپڑے پہننے کا حکم دیا۔ ان کپڑوں میں وہ بھلا آدمی لگا تو حضور نے اس کے لیے بہت شان دار کلمے کہے کہ خدا کے بندے اب تمھاری شکل نکلی کہ نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہذب، شائستہ اور صاف ستھرا رہنا تقویٰ کے معنایں نہیں، بلکہ اسلام کا تقاضا ہے۔ اس سے آدمی بھلا معلوم ہوتا ہے۔ غریبوں کو بھی اس کا خیال رکھنا چاہیے۔ ہمارے ہاں بے شمار آدمی اس طرح ملیچھ بنے رہتے ہیں کہ ان کو دیکھ کر وحشت ہوتی ہے، لیکن ان کے چوہدریوں کو احساس نہیں ہوتا کہ ان کو صاف ستھرا بننے میں مدد دیں یا اس کی تلقین کریں۔ پس معلوم ہوا کہ شائستہ اور صاف ستھرا رہنا اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہے۔ اور جن لوگوں کے ہاتھ میں معاملات کی باگ ڈور ہے وہ اپنی قوم کے افراد کو مہذب بنانے کی کوشش کریں، ان کو تعلیم دیں اور ان کے لیے وسائل بھی پیدا کریں۔

’ضرب اللہ عنقه‘ (اللہ اس کی گردن مارے) عربی میں پیار کا کلمہ ہے۔ یہ بددعا نہیں ہے۔ ہمارے ہاں بھی لوگ جب کہتے ہیں ’تمھاری ماں مرے‘ تو یہ بھی پیار کا کلمہ ہوتا ہے۔ اس کا مفہوم بددعا کا نہیں ہوتا۔ آنحضرت نے بھی آدمی کی تحسین کے لیے یہ جملہ استعمال کیا کہ دیکھو پہلے کی نسبت یہ کتنا اچھا لگ رہا ہے۔ آدمی سمجھ دار تھا، اس نے کلمات کو لفظی معنی میں لے کر درخواست کر دی کہ یا رسول اللہ یہ بھی دعا کیجیے کہ یہ گردن اللہ کی راہ میں ماری جائے۔ دیکھیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اسی وقت جو مبارک کلمہ نکل گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو حقیقت بنا دیا۔ آپ نے جو فرمایا کہ اللہ کے راستے میں گردن ماری جائے تو وہ شخص جہاد میں شریک ہوا اور شہادت کا رتبہ پایا۔

حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ قَالَ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِذَا أَوْسَعَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَأَوْسِعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ جَمَعَ
رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابُهُ.

ابن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تم کو وسعت بخشے تو تم بھی اپنے اوپر وسعت کرو۔ ایک شخص نے اپنے کپڑوں پر پیوند لگا رکھے تھے۔

وضاحت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق آیا ہے کہ ان کے کپڑوں میں چھ پیوند لگے رہتے تھے، حالانکہ وہ وقت کے

خلیفہ تھے۔ ذاتی حیثیت میں وہ غریب آدمی نہ تھے اور اتنا ذی صلاحیت آدمی اتنا غریب ہو بھی کیسے سکتا ہے۔ لیکن جب وہ خلیفہ تھے تو اتنی خستہ حالت میں کیوں رہتے تھے، جبکہ ان کا مسلک یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے فراخی عطا کی ہے تو اپنے نفس کے لیے بھی فراخی ہونی چاہیے۔ دراصل یہ دوسرا شعبہ ہے۔ ایک وہ شخص ہوتا ہے جو دوسروں کے لیے نمونہ ہوتا ہے تو اس کے لیے بہر حال وہ معیار ہونا چاہیے جس کی غریب سے غریب آدمی بھی تقلید کر سکے۔ لہذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل عوام کے ایک لیڈر کی حیثیت سے ہے۔ ہمارا عمل اس سے الگ ہونا چاہیے۔ صاف ستھرے کپڑے پہننے چاہئیں تاکہ آدمی حقیر نہ معلوم ہو۔ اس کے لباس کا دوسروں پر اچھا اثر پڑے۔ لوگ اس کی صحبت سے وحشت زدہ نہ ہوں، بلکہ پسند کریں۔

حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ إِنِّي لَا حُبَّ أَنْ
أَنْظُرَ إِلَى الْقَارِيِ أَيْضَ الثِّيَابِ.

امام مالک کہتے ہیں کہ ان کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ مجھے یہ بات محبوب ہے کہ میں قاری کو سفید کپڑوں میں دیکھوں۔

وضاحت

قاری کا لفظ عربی میں عالم دین کے لیے بولا جاتا ہے جیسے ہم مولوی صاحب کا لفظ بولتے ہیں۔ یہ خاص لفظ قرآن مجید کے عالم کے لیے ہے، کیونکہ اس زمانے میں قرآن ہی تمام علوم کا مجموعہ تھا اور اسی کے علم سے آدمی کا علم تولا جاتا تھا۔ لہذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مدعا یہ ہے کہ مولوی صاحب کو خوش لباس ہونا چاہیے۔ ان کو سفید کپڑے پہننے چاہئیں یعنی سنجیدہ لباس میں ہونا چاہیے اور فیشن سے اجتناب کرنا چاہیے۔

اس روایت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ خلیفہ وقت کو قوم کے مزاج کا علم ہوتا ہے اور تمام پہلوؤں پر اس کی نظر ہوتی ہے۔ وہ برابر ہر طبقے کی رہنمائی کرتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایرانی سپہ سالار رستم کہا کرتا تھا کہ ”یہ عمر تو میرا کلیجہ کھا گیا، یہ کتوں کو آداب سکھا رہا ہے۔“ (خاکم بدہن) یہ واقعہ ہے کہ عربوں کو دنیا کی قیادت کے لیے تیار کرنے کا جن لوگوں نے کام کیا، ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر سب سے شان دار رول سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔

رنگ دار کپڑے اور سونا پہننے کے بارے میں

(مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الثِّيَابِ الْمَصْبَغَةِ وَالذَّهَبِ)

حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَلْبَسُ الثَّوْبَ الْمَصْبُوغَ بِالْمَشْقِ وَالثَّوْبَ الْمَصْبُوغَ بِالزُّعْفَرَانِ.
نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ گہرے رنگے ہوئے اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہنا کرتے تھے۔

وضاحت

’مشق‘، گہرا یا ٹیلا لارنگ جو جوگیوں اور صوفیوں کا ہے۔ یہ رنگ بہت باوقار ہے۔ یہ ایک قدرتی رنگ ہے۔ بعض علاقوں میں اس رنگ کی روئی بھی پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح کے کپڑے مصنوعی رنگ میں بھی ملتے ہیں۔ زعفران کے متعلق روایات میں اختلاف ہے۔ بلکہ رنگ میں تو کوئی قباحیت نہیں، لیکن گہرا ہو تو اس پر زنا نہ پن غالب آجاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ جن روایات سے لوگ اس کے خلاف دلیل لائے ہیں، وہ احرام سے متعلق ہیں۔ احرام میں چونکہ زعفرانی رنگ جائز نہیں، اس لیے اس کو لوگوں نے ناجائز قرار دے دیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بڑے محتاط آدمی ہیں۔ وہ اگر زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہنتے تھے تو اس کے جائز ہونے میں کلام نہیں۔ ہاں زعفرانی رنگ بہت اچھا اور خوش گوار ہوتا ہے۔

قَالَ يَحْيَى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ وَأَنَا أَكْرَهُهُ أَنْ يَلْبَسَ الْعُلَمَاءُ شَيْئًا مِنَ الذَّهَبِ لِأَنَّهُ بَلَّغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ تَخْتِمِ الذَّهَبِ فَإِنَّا أَكْرَهُهُ لِلرِّجَالِ الْكَبِيرِ مِنْهُمْ وَالصَّغِيرِ.

یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے مالک کو کہتے سنا کہ میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ لڑکے سونے کی کوئی چیز پہنیں

کیونکہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے روکا ہے، تو میں بڑے اور چھوٹے کے لیے اس کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

وضاحت

امام صاحب کا یہ فتویٰ ٹھیک ہے۔ سونے کی کوئی چیز پہننا کسی مہذب آدمی کے لیے درست نہیں۔ اس زمانے میں لوگ فخریہ سونے کی زنجیر، انگوٹھیاں اور کانوں کا زیور استعمال کرتے ہیں۔ یہ بے حد ناپسندیدہ رواج ہے۔

قَالَ يَحْيَى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الْمَلَا حِفِ الْمُعْصَفَرَةِ فِي
الْبُيُوتِ لِلرِّجَالِ وَفِي الْأُفْنِيَةِ قَالَ لَا أَعْلَمُ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا حَرَامًا وَغَيْرُ
ذَلِكَ مِنَ اللَّبَاسِ أَحَبُّ إِلَيَّ.

یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے مالک سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ وہ زردگوں لحاف جو مردوں کے لیے گھروں میں اور صحنوں میں رکھے ہوتے ہیں، اس میں کسی چیز کو حرام تو نہیں جانتا، لیکن پسندیدہ یہی ہے کہ پہننے کی چیز اس کے علاوہ ہو۔

وضاحت

لحاف اور کمبل عام طور پر رنگین اور اکثر ریشمی ہوتے ہیں۔ امام مالک کے نزدیک ان سے اجتناب بہتر ہے اگرچہ ان کا استعمال حرام نہیں۔

ریشم پہننے کے بارے میں

(مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْخَزِّ)

حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَسَتْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ مِطْرَفَ خَزٍّ كَانَتْ عَائِشَةُ تَلْبُسُهُ.

ہشام اپنے باپ عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک ریشمی مطرف عبد اللہ بن زبیر کو پہنایا جو حضرت عائشہ خود پہنا کرتی تھیں۔

وضاحت

مطرف سے مراد وہ اونی کپڑا ہے جس کا تانا ریشم کا اور بانا اون کا ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اگر یہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو پہننے کے لیے دیا تو اس کے جائز ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ کپڑا اگر پورے کا پورا ریشم ہو تو پھر سوال پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ریشم کا پہننا مردوں کے لیے بالاتفاق حلال نہیں۔ تاہم اگر کسی اور چیز میں ریشم ملا ہوا ہو تو احتیاط کرنی چاہیے، اگرچہ اس کو حرام نہیں کہہ سکتے۔

عورتوں کے لیے کون سا کپڑا پہننا مکروہ ہے

(مَا يُكْرَهُ لِلنِّسَاءِ لُبْسُهُ مِنَ الثِّيَابِ)

حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ عُلْقَمَةَ ابْنِ أَبِي عُلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهِ أَنَّهَا قَالَتْ دَخَلْتُ حَفْصَةَ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عَلَى حَفْصَةَ خِمَارٌ رَقِيقٌ فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ وَ كَسَتْهَا خِمَارًا كَثِيفًا. علقمہ بن ابی علقمہ کی والدہ بیان کرتی ہیں کہ حفصہ بنت عبد الرحمن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں تو حفصہ نے اپنے اوپر ایک باریک اوڑھنی لے رکھی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو پھاڑ کر پھینک دیا اور ان کو ایک موٹی اوڑھنی پہنا دی۔

وضاحت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ عورت کو سر ڈھانپنا بھی چاہیے اور دوپٹہ دبیز بھی ہو۔ اگر باریک اور ہٹنی ہوا سے اڑ جائے تو اس پہناوے کا کیا فائدہ؟ آج کل کے دوپٹے تو محض تہمت ہی ہیں۔ عورتیں سر سے زیادہ ان کو گلے میں پہنتی ہیں۔ دین میں ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ نِسَاءُ كَاسِيَاتٍ عَارِيَاتٍ مَائِلَاتٍ مُمِيلَاتٍ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَرِيحُهَا يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورتیں کپڑے پہنے ہوئے بھی عریاں، ممکنہ مٹکانے والی جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور اسی کی خوشبو بھی نہیں سونگھیں گی اگرچہ اس کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت پر محسوس ہوگی۔

وضاحت

’کاسیات عاریات‘ کا مطلب جامے کے اندر پاجامے سے باہر ہے۔ وہ لباس پہنے ہوئے بھی عریاں نظر آتی ہیں اور ان کا انگ انگ دیکھا جاسکتا ہے۔ ’مائلات‘ کے معنی حق سے منحرف کے کیے گئے ہیں۔ لہذا ’مائلات‘ ’ممیلات‘ سے مراد یہ ہوگی کہ خود بھی سیدھی راہ سے ہٹی ہوتی ہیں اور خاوند کو بھی ہٹاتی ہیں۔ میرے نزدیک یہ معنی صحیح نہیں۔ اصل میں مراد ہے ممکنہ مٹکانے والی، یعنی وہ گردن اور جسم کو مٹکاتی ہوئی چلتی ہیں اور دوسروں کو اپنی جانب متوجہ کرتی ہیں۔ ایسی عورتیں جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکیں گی۔ پانچ سو سال کی مسافت تعبیر ہے ایک طویل فاصلہ کی۔ یہ روایت ابو ہریرہ سے ہے جبکہ اس کے تینوں راویوں میں سے دو صحابہ ہیں کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہوگا۔ بعض راویوں نے اس کو مرفوع بیان کیا ہے۔

حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَنَظَرَ فِي أَفْقِ السَّمَاءِ فَقَالَ مَاذَا فُتِحَ

اللَّيْلَةَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَا ذَا وَقَعَ مِنَ الْفِتَنِ كَمْ مِنْ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَّةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَيَقْظُوا صَوَاحِبَ الْحَجَرِ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات اٹھے۔ آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو زبان سے یہ کلمہ نکلا۔ سبحان اللہ! آج کی رات کیا کیا خزانے کھولے گئے ہیں اور کیا کیا فتنے واقع ہوئے ہیں۔ کتنی ہی جامہ پوش جو دنیا میں ہیں، وہ قیامت کے روز عریاں ہوں گی۔ ان کو ٹھٹھری والیوں کو جگاؤ کہ (اللہ کو یاد کریں)۔

وضاحت

یہ ایک حقیقت بیان ہوئی ہے، لیکن اس کو دیکھنے کے لیے چشم بصیرت چاہیے کہ ہر وقت خزانوں کی بھی بارش ہوتی رہتی ہے اور لوٹنے والے ان کو لوٹ لیتے ہیں، اور فتنے بھی برپا ہوتے رہتے ہیں اور ان کے رسیا ان کو بھی لوٹ لیتے ہیں۔ یہی راتیں تو ہوتی ہیں جن میں شب بیداری کرنے والے نہ جانے کتنے خزانے پاتے ہیں اور یہی راتیں ہوتی ہیں جن میں لوگوں کی کارستانیوں کی خبریں ہر صبح اخباروں میں آتی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کے بارے میں اپنا تاثر بیان فرمایا۔ دوسری بات جس کی طرف آنحضرت نے توجہ دلائی یہ ہے کہ لباس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جسم کی جو چیزیں چھپانے کی ہیں، ان کو چھپایا جائے۔ موجودہ زمانے کا فیشن یہ ہے کہ جو چیز چھپانے کی ہے، اس کو زیادہ سے زیادہ نمایاں کرنے کے لیے لباس تراشا اور پہنا جاتا ہے۔ اس وقت تمام ممالک میں یہی مذاق فیشن بن چکا ہے۔ قیامت کے دن یہ لباس عریانی قرار پائے گا۔ پچھلی روایت اس دنیا سے متعلق تھی اور یہ روایت قیامت سے متعلق ہے۔ صواحب الحجر سے ازواج مطہرات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ جاگیں اور نیکی کے خزانے لوٹیں۔

مرد کے اپنی تہہ لٹکانے کے بارے میں

(مَا جَاءَ فِي سُبَالِ الرَّجُلِ تَوْبُهُ)

حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِي يَجْرُ ثَوْبُهُ خِيَلَاءَ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی تہہ غرور سے گھسیٹتا ہوا چلے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نگاہ نہیں کریں گے۔

وضاحت

عرب میں غنڈوں کا طریقہ تھا کہ وہ ریشمی تہہ پہنتے اور اس کو زمین پر گھیٹے ہوئے چلتے تھے۔ میں نے اپنے دیہاتوں اور شہروں میں بھی دیکھا ہے کہ بانگے اور چھیلے لوگ تہہ گھیٹتے ہوئے چلتے ہیں۔ یہ غرور کی نشانی ہے۔ عام لوگوں میں اگر کسی کی تہہ ڈھیلی رہ جائے تو وہ غرور میں داخل نہیں۔ جو لوگ غرور سے چلیں گے تو خدا ان کی طرف نگاہ نہیں کرے گا، یعنی توجہ یا التفات نہیں کرے گا۔ آخرت میں کامیابی کا انحصار اللہ کی عنایت پر ہوگا۔ لہذا جس کی طرف اللہ تعالیٰ کی عنایت ہی نہیں ہوگی تو اس کی بدبختی میں کوئی شبہ ہی نہیں ہو سکتا۔ اس روایت میں اصل چیز 'خیلاء' ہے یعنی غرور و استکبار۔ یہ جس شکل میں بھی ہو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شرک ہے، اس لیے کہ کبر یا کبریا کی شان ہے۔ کسی مخلوق کو کوئی حق نہیں کہ اس میں کبر یا کبریا ہو۔ اگر کوئی اللہ کی کبریا میں شریک ہوتا ہے تو وہ شرک کا مرتکب ہوتا ہے۔

بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ ایک ڈھب کی چال ان میں جائز ہوتی ہے، مثلاً جہاں اسلام کی شان و شوکت کو نمایاں کرنا ہو۔ کسی غزوہ کے دن آنحضرت نے ایک سپاہی کو دیکھا کہ بہت اکڑے ہوئے نکلے اور ہل من مبارز (ہے کوئی مقابلہ کرنے والا) کا نعرہ لگایا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ چال بہت ناپسند ہے، لیکن آج کے دن یہ محبوب ہے۔ معلوم ہوا کہ اہل کفر کے مقابلے میں اسلام کی قوت اور شان کا مظاہرہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ مستثنیٰ ہے۔

حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ يَجْرُ إِزَارَهُ بَطَرًا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

قیامت کے روز اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جو اپنا تہم غرور سے گھسیٹتا ہوا چلتا ہے۔

حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ وَ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ كُلُّهُمْ يُخْبِرُهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ يَجْرُ ثَوْبُهُ خِيَلًا.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نگاہ نہیں کرے گا قیامت کے روز ان لوگوں کی طرف جو اپنا تہم غرور کے باعث گھسیٹتے ہوئے چلتے ہیں۔

حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنِ الْإِزَارِ، فَقَالَ أَنَا أُخْبِرُكَ بِعِلْمٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أُرْزَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى إِنْصَافِ سَاقَيْهِ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْكَعْبَيْنِ مَا أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ فَفِي النَّارِ مَا أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ فَفِي النَّارِ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطْرًا.

علاء بن عبد الرحمن اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوسعید خدری سے تہم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہاں میں تم کو علم کی روشنی میں خبر دیتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ مومن کا تہم نصف ساق تک ہونا چاہیے۔ نصف ساق اور ٹخنوں کے بین بین ہو تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔ اس سے نیچے جو ہے وہ آگ میں ہے، اس سے نیچے جو ہے وہ آگ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس شخص کی طرف نگاہ نہیں کرے گا جو اپنا تہم غرور سے گھسیٹتا ہوا چلتا ہے۔

وضاحت

یہ تمام روایات ایک ہی مضمون کی حامل ہیں۔ ان میں صرف سند اور الفاظ کا فرق ہے۔ آخری روایت میں تہم کے طول کی حد بندی ہو گئی ہے جو پنڈلی کے نصف اور ٹخنے کے درمیان ہے۔ گویا اصل میں ٹخنے تک کی حد ہے۔ کپڑا

اس سے نیچے نہیں ہونا چاہیے۔ پاجامے اور شلوار کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔

عورت کے کپڑا لٹکانے کے بارے میں

(مَا جَاءَ فِي إِسْبَالِ الْمَرْأَةِ نَوْبَهَا)

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ حِينَ ذُكِرَ الْإِزَارُ فَالْمَرْأَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تُرْخِيهِ شِبْرًا قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ إِذَا يَنْكَشِفُ عَنْهَا قَالَ فَذِرَاعًا لَا تَزِيدُ عَلَيْهِ.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ جب ان کے سامنے تہم کا ذکر آیا تو انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! پھر عورت کے بارے میں کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا: ایک بالشت کے قریب لٹکا لے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تب اس کے جسم کا کچھ حصہ (پاؤں) تو کھلا رہے گا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک ہاتھ سہی، اس سے زیادہ نہیں کر سکتی۔

وضاحت

اسبال ازار یعنی تہم لٹکانے کے معاملہ کا تعلق اصلاً مردوں، اور وہ بھی متکبر لوگوں سے ہے، عورتوں سے نہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جب سنا کہ مردوں کو اسبال ازار سے منع کیا گیا ہے تو انھوں نے پوچھا کہ عورتوں کے لیے کیا حکم ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ عورتیں اپنا ازار یا تہم پنڈلی کے نصف سے ایک بالشت نیچے تک لٹکا سکتی ہیں۔ اگر اس سے پاؤں کھلتے ہوں تو بالشت کی بجائے زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ نیچے کر لیں۔ اس سے زیادہ نیچے نہ کریں۔